خطبۂ صدارت

صوبائی دینی تعلیمی کانفرنس لکھنؤ

منعقدہ

۴ و ۵ جون سنہ ۱۹۶۱ء

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

شائع کردہ

مجلس استقبالیہ صوبائی دینی تعلیمی کانفرنس لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

خطبۂ صدارت

صوبائی دینی تعلیمی کانفرنس لکھنؤ

منعقدہ

۴ و ۵ جون سنہ ۱۹۶۱ء

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

شائع کردہ

مجلس انتظامیہ صوبائی دینی تعلیمی کونسل، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدة من لسانی یفقھوا قولی

حضرات

وقت کے اہم ترین مسئلے نے ہم کو آپ کو پچھلے کام کا جائزہ لینے اور آئندہ کے لئے نقشۂ کار مرتب کرنے کے لئے دوبارہ جمع کر دیا ہے۔ وقت کی نزاکت اور کام کی وسعت کا تقاضا ہے کہ رسوم وروایات کی پابندی کے بغیر ہمارا سارا وقت اصل موضوع پر صرف ہو اور مغز کی بات بغیر کسی تمہید وتکلف کے شروع کر دی جائے۔

صاحبو! کسی سیدھی سی بات اور کسی مسلّم حقیقت کو نقصان پہونچانے کا دانشمندانہ طریقہ یہ ہے کہ اس کو علمی مسئلہ اور پیچیدہ فلسفہ بنا دیا جائے۔ مسلمانوں کا اپنے بچوں کے لئے ایسی تعلیم کا انتظام کرنا جو ان کے اندر اسلامی شعور، اسلام کے اصول وعقائد پر یقین، اور اسلامی سیرت اور صفات سے متصف ہونے کی آمادگی اور صلاحیت پیدا کرے کیوں ضروری ہے؟ نیز ایسا نظام تعلیم کیوں ان کے حق میں سم قاتل ہے جو ان کے بنیادی عقائد سے متصادم اور دوسرے متوازی عقائد کا داعی ومبلغ ہو، جو ان کا رشتہ اسلام کی ہمہ گیر تہذیب اور دنیا کے بین الاقوامی ابراہیمی کنبے سے قطع کرتا ہو؟ اور

www.abulhasanalinadwi.org

اگر ایسا نظامِ تعلیم کسی ایسے ملک میں جہاں انھوں نے رہنے کا فیصلہ کیا ہے کسی منصوبے
ماتحت یا محض نادانستگی اور غفلت میں رائج ہو تو یہ صورت حال کیوں ان کے لئے شدید ترین تشویش
اور بےچینی کا باعث اور انکی موت و زندگی کا مسئلہ بن جاتا ہے؟

یہ ایک نہایت واضح اور بدیہی مسئلہ ہے جس کے سمجھنے کے لئے کسی بڑی ذہانت اور
وسیع علم اور مطالعہ کی ضرورت نہیں اس کے لئے محض اس رشتے اور تعلق کا جان لینا کافی
جو مسلمان اور اسلام کے درمیان ہے۔

حضرات

جس طرح ہماری اس دنیا میں بعض انسانی گروہ نسل و نسب یا ملک وطن کے اتحاد
زبان و تہذیب کے اشتراک، یا مشترک دشمنی اور مشترک اغراض و خطرات یا سیاسی شعور وغیرہ
کی بنیادوں پر وجود میں آتے ہیں اور وسعت و تنظیم کے بعد قوموں کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں
اسی طرح کچھ انسانی گروہ اور مجموعے ہوتے ہیں جن کا دار و مدار کسی عقیدے اور کچھ مابعد الطبیعی
(غیبی) حقائق کے تسلیم و قبول پر ہوتا ہے یہ عقیدہ اور یہ مسلمات اس پورے گروہ کی عمارت کا سنگِ بنیاد
ہوتے ہیں وہ اسکے لئے وہی حیثیت رکھتے ہیں جو روح انسانی جسم میں رکھتی ہے، اس روح کا
اخراج اس کے قتل کے مرادف اور اسکو نقصان پہونچانا اس کے ساتھ سب سے بڑی دشمنی ہے
خواہ دانستہ ہو، خواہ نادانستہ۔

مسلمانوں کا تعلق درحقیقت انسانی گروہوں اور مجموعوں کی اسی دوسری قسم سے ہے اس ملت کا
وجود محض ایک عقیدہ اور چند دینی حقائق کی بنیاد پر عمل میں آیا ہے جو ایمان و یقین کے مطابق اپنے اپنے
وقت میں خدا کے پیغمبر لے کر آئے اور اس تکمیل و تفصیل کے ساتھ خدا کے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لائے، اس امت کا اس عقیدے سے تعلق ایسا واضح اور مستحکم ہے، اور اس کا وجود اس حقیقت سے
ایسا مربوط و دائمی ہے کہ اللہ و رسول نے اس عقیدہ کی تصدیق، تعمیل کی ... [illegible]

دیا اور اسکے سچے پیرووں نے اسی نام سے اپنے کو پکارا اور کسی نسل یا ملک یا شخصیت کے
انتساب پر اپنی اجتماعی زندگی اور شہرت کی بنیاد نہیں رکھی اور اس کو اپنے نام کا جزو نہیں بنایا
میں ایک بڑی مذہبی قوم یہودیا بنی اسرائیل یا اسرائیل (I SRAEL) کہلائی، جو ایک
نسب تنظیم شخصیت یہودا یا اسرائیل (یعقوب) کی طرف نسبت ہے، دوسری ایک عظیم الشان
قوم کی شہرت عیسائی، مسیحی، کرسچین (CHRISTIAN) یا نصاریٰ کے ناموں سے ہے
عیسائی، مسیحی اور کرسچین تینوں ایک برگزیدہ پیغمبرانہ شخصیت (حضرت مسیح علیہ السلام) کی طرف
نسبت ہے، نصرانی یا نصاریٰ اس شہر ناصرہ (NAZARETH) کی طرف نسبت ہے جس کو حضرت
مسیح علیہ السلام کے وطن ہونے کا شرف حاصل ہے خود ہمارے ملک کے قدیم باشندوں نے مذہبی
طور پر ہندو کہلانا پسند کیا اور دنیا میں اسی نام سے شہرت پائی جو ایک ملک کی طرف نسبت ہے

اسکے برخلاف مسلمان کا مستند نام "مسلم" اور اس ملت کا نام "امت مسلمہ" ہے جسکے
معنی خدا کے فرماں بردار یا اسلام کے پیرو کے ہیں۔

ملة ابیکم ابراھیم ھو سماکم	اس نے تمہارے لئے وہی دین تجویز کیا جو تمہارے باپ
المسلمین من قبل و فی ھذا	ابراہیم کا تھا۔ اسی خدا نے اگلی کتابوں میں پہلے سے تمہارا نام
(الحج ۱۰۶)	مسلمان رکھا اور اس قرآن میں بھی۔

مسلمانوں کو اپنے پیغمبر (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات گرامی سے جو عشق و شیفتگی اور
عقیدت اور محبت ہے وہ دنیا میں ضرب المثل اور مذاہب اقوام کی تاریخ میں بےمثال ہے۔ اسی طرح
ان کو اسلام عرب کی سرزمین اور اس کے دو محبوب شہروں مکہ اور مدینہ سے جو روحانی اور ذہنی
تعلق ہے وہ بھی محتاج تشریح نہیں، لیکن اپنے تعارف اور امتیاز کے لئے انھوں نے ان محبوب
شہروں میں سے کسی کی طرف نسبت کو اپنے نام کا جزو اور اپنا قومی لقب نہیں بنایا اور ہر دور میں
... کہلاتے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس حقیقت سے آپ آسانی کے ساتھ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ایک مسلمان فرد یا جماعت کی
میں اسلامی عقیدے، اس پر مضبوطی اور اس کے ساتھ وفاداری کو کیا مقام حاصل ہے، اور اس کا
روح، اسکے ذہن دماغ کے ساتھ کس قسم کا تعلق ہے، مسلمان کا ہر زمانہ اور ہر مقام پر اس عقیدے کیساتھ
رہنا اور اپنی زندگی میں اس کا اظہار کرنا کس قدر ضروری ہے اس بات کا نتیجہ ہے کہ اسلام کو بحیثیت
اور مسلمانوں کو بحیثیت جماعت اپنا عقیدہ اور اپنے مسلمات اتنے عزیز اور ان کی نظر میں اُن کی بقا
ان کی سالمیت (INTEGREIY) اتنی اہم اور ناگزیر ہے کہ وہ اس پر اپنے عظیم
مصالح اور اپنے عزیز ترین افراد کو قربان کرسکتے ہیں، جس طرح اسلام اپنی عالمگیر دعوت اور
بین الاقوامی تعلقات میں نہایت فیاض اور وسیع القلب ہے وہ اپنے عقائد اور حدود کی حفاظ
میں نہایت خوددار اور غیور واقع ہوا ہے بنیادی عقائد کے بارے میں وہ کسی عزیز سے عزیز فرد
اور کسی نازک سے نازک نفسیاتی آزمائش میں بھی کسی رعایت، لوچ یا خود فریبی کے لئے تیار نہیں خاص
پر توحید کا عقیدہ اسکے دینی نظام میں ایسی اہمیت اور نزاکت رکھتا ہے کہ وہ بڑی سے بڑی آزمائ
میں بھی اس پر بال آنا گوارہ نہیں کرسکتا۔

انسان کے لئے سب سے بڑی آزمائش کا موقع وہ ہے جب اسکے نفس کے ساتھ یا اس
اولاد، یا اسکے عزیز ترین افراد کے ساتھ اظہار تعلق کے ضمن میں کوئی گمراہی یا غلطی شامل ہو بڑے
بڑے قانونی اور اصولی انسانوں نے ایسی غلطی کو معاف کر دیا ہے جس کے ساتھ نفس کی خاموش سفا
یا کسی عزیز کا معصوم و محبوب چہرہ ہو، پھر جب اس عزیز کی مفارقت کے تازہ داغ نے اسکی محبوبیت
دلآویزی میں ہزار چند اضافہ کر دیا ہو تو پھر تو محبت اور غم میں ڈوبی ہوئی فضا پکار پکار کر کہتی ہے

جو گذشتہ تھے تو اب ہے آج

لیکن توحید کا مسئلہ ایسا نازک اور اسلام کا مزاج اسکے بارے میں ایسا غیور واقع ہوا
کہ جب رسول اللہ کے فرزند ابراہیم کی وفات کے عین موقع پر [illegible]

اختیار یہ آنے لگا کہ آج سورج بھی فرزند رسول کے سوگ میں سیاہ پوش ہوگیا ہے، تو نبوت کی
زبان آواز بلند ہوئی۔

ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لایخسفان لموت احد ولحیاته، فاذا رایتم ذلك فاذکروا اللہ۔ (صحیحین)	سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان کے گرہن کا تعلق کسی کے مرنے جینے سے کچھ نہیں، جب ایسا موقع پیش آئے تو اللہ کو یاد کرو۔

دوسرا نازک موقع وہ ہوتا ہے جب آدمی کی تعریف اور اسکے ساتھ اظہار عقیدت کیا
جائے اس موقع پر بھی بڑی سے بڑی عقل اصول پرست چشم پوشی اور خاموشی کا فتوی دیتی ہے لیکن
جب ایک صحابی نے جو ایک عیسائی ملک سے تازہ تازہ واپس آرہے تھے اور وہاں کے باشندوں کو
اپنے پیشواؤں کے سامنے اظہار عقیدت میں سجدہ کرتے دیکھا تھا آپ کیلئے سجدہ کی اجازت طلب کی تو
آپ نے سختی سے منع فرمایا، اسی طرح جب ایک موقع پر ایک شخص نے آپکی تعریف میں حدود سے ایسا
تجاوز کیا کہ عقیدہ توحید پر زد پڑنے لگی تو آپ نے فوراً اس کا منہ بند کر دیا اور فرمایا جعلتنی للہ نداً (کیا
تم نے مجھے خدا کا ہم سر ہی بنا دیا؟) سیرت و احادیث میں اسکی اتنی مثالیں ہیں کہ انکا احاطہ مشکل ہے

اسی طرح مسلمانوں کا اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس نوعیت کا تعلق ہے دوسروں کو اسکا اندازہ
کرنا بھی مشکل ہے انکے ایمان کیلئے یہ شرط ہے کہ آپ کی ذات گرامی اپنی جان، اپنے والدین، اپنی اولاد
اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب ہو، یہ مسلمان کا ایسا دینی مزاج ہے جو زندگی کے اختلافات اور
ماحول کے تفاوت کے ساتھ ہمیشہ اور ہر جگہ قائم رہتا ہے، ان کا احساس آپ کی عزت و ناموس کے
بارے میں اتنا نازک اور تیز واقع ہوا ہے کہ اس کا اندازہ بھی غیر متعلق لوگوں کے لئے
مشکل ہے، محبت اور تعلق کا وہ مقام ہے کہ جوش و سرمستی میں بڑے بڑے اہل خرد عالیمرتبہ لوگوں نے کہا ہے

[illegible]
زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

www.abulhasanalinadwi.org

توحید کی بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز پل صراط پر توازن اور پا
کے ساتھ گزرتے ہوئے اور فرق مراتب کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے امت نے اپنے نبی کے
جس تعلق کا اظہار کیا ہے اس کی مثال ملنی مشکل ہے، اس امت کا شیرازہ اور گلدستہ بھی محبت
عقیدت کے اسی دھاگے سے بندھا ہوا ہے، اللہ کے پاک نام کے بعد جو نام دل کا سرور اور آنکھ
کا نور ہے وہ یہی نام ہے اور کہنے والے نے بیجا اور غلط نہیں کہا کہ

صبا بہ جا کے تو کہیو مرے سلام کے بعد — کہ تیرے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد

حضرات !

یہ چند مثالیں میں نے قصداً و ارادۃً اس لئے پیش کی ہیں کہ آپ حضرات کے ذہن میں
اور ہمارے غیر مسلم بھائیوں کے علم میں یہ بات پورے طور پر آجائے کہ توحید و رسالت جیسے بنیادی
عقائد مسلمان کی زندگی اور اسکی نگاہ میں کیا حیثیت و اہمیت رکھتے ہیں، اس کا مزاج ان عقائد و مسلمات
اور اسلام کی روح کے بارے میں کتنا غیور، کتنا ذکی الحس (SENSITIVE) اور کتنا
بیدار واقع ہوا ہے، وہ اپنے دن رات کے ساتھیوں اور محبت کا دم بھرنے والوں کے ساتھ
ان کے بارے میں کسی بے اصولی، کسی مداہنت پر تیار نہیں اور اسکے لئے کبھی زمانے اور کسی معاشرے میں
بھی کسی مشرکانہ عقیدے یا مشرکانہ فعل یا مشرکانہ رسم کی گنجائش نہیں، ان کا خدا اور رسولؐ کے ساتھ
کس نوعیت کا تعلق ہے ؟

پھر یہ بھی واضح ہوگیا کہ مسلمان کا تصوّر اسلام کے بغیر ممکن نہیں اور اسلام کسی ذات برادری اور
کسی قومیت یا وطنیت کا نام نہیں، جس میں انسان کے ارادے اور اختیار کو کچھ دخل نہیں ہوتا، وہ ایک
سوچا سمجھا فیصلہ، ایک پسندیدہ مسلک زندگی اور ایک قبول کیا ہوا عقیدہ ہے جس کے لئے شعور، ارادہ
علم اور کوشش کی ضرورت ہے۔

ایک ایسے ملک ... جس کا ... جس کا ... ایک خاص عقیدہ ... زندگی ...

ایسی تعلیم کے بغیر اس کے وجود و بقاء کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے
ان عقائد سے واقفیت پیدا کر سکے، اپنے فرائض کو ادا کرنے کے قابل بنے جو اس دین کے قبول
کرنے کی بناء پر اس پر عائد ہوتے ہیں اور ان اعتقادی گمراہیوں اور ان عملی غلطیوں سے محفوظ رہ سکے
جن کا (صحیح علم نہ ہونے کی صورت میں) خطرہ ہے، اسلام نے علم کو جو اہمیت جو عظمت اور جو تقدس بخشا ہے
وہ اسی یقین کا نتیجہ ہے کہ

بے علم نتواں خدا را شناخت

اسی لئے قرآن اور تاریخ اسلام میں جاہلیت (غیر اسلام) کی اصطلاح پائی جاتی ہے جس سے
جہل کا خطرناک اور مہلک ہونا اور اسلام کے منافی ہونا آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

اسی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے پڑھوں اور ناواقفوں کو علم دین حاصل کرنے
اور پڑھے لکھوں اور واقفوں کو پڑھانے اور سکھانے کا پابند کیا اور دونوں طبقوں کو اپنا اپنا فرض نہ
ادا کرنے پر وعید فرمائی اور اس دنیا میں وبال اور آخرت میں عذاب سے ڈرایا، اسی بناء پر مسلمانوں کو
ایسے ماحول میں رہنے کی اجازت نہیں دی گئی جہاں اس ضروری علم اور واقفیت کے حصول کے ذرائع
مسدود اور اسکے مطابق زندگی گزارنے کی راہ مسدود ہو، یہی ہجرت کے حکم اور "ادارہ" کی غرض و غایت
اور اس کی روح ہے اسی بناء پر ضروری قرار دیا گیا کہ ہر قریہ اور ہر شہر میں سے کچھ لوگ کسی دینی و علمی ماحول
میں جا کر دین کی سمجھ حاصل کریں تاکہ وہ اپنے اہل وطن کی دینی تعلیم اور واقفیت کا انتظام کریں، ان کو
جہالت کے خطرات سے ڈرائیں اور ناواقفیت اور جہالت کے اثرات سے بچائیں۔

وما کان المومنون لینفروا — اور مومنوں کو نہ چاہیئے کہ سب کے سب
کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم — نکل کھڑے ہوں یہ کیوں نہ ہو کہ ہر گروہ میں سے ایک
طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا — حصہ نکل کھڑا ہوا کرے تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل
قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم — کریں اور اپنی قوم کو ڈراتے رہیں جب انکے پاس

www.abulhasanalinadwi.org

یحذرون ع ۵ (البراءۃ)　　　واپس آجائیں عجب کیا کہ وہ محتاط رہیں۔

اسی بناء پر خلافت راشدہ میں (جب تعلیم و تربیت کے ذرائع مہیا ہوئے) ہر مسلمان کی
دینی واقفیت اور تعلیم کا انتظام کیا گیا اور امراء و عمال حکومت کو گشتی فرمان جاری ہوئے کہ
کے قلمرو میں کوئی مسلمان بنیادی دینی تعلیم سے محروم اور ان ضروری دینی معلومات سے بے بہرہ نہ رہے
ایک مسلمان کے لئے ضروری ہیں یہ ایک طرح کی جبری دینی تعلیم تھی جس کا دائرہ نابالغوں تک محدود
بلکہ بالغین بھی اسکے پابند تھے، اس شخص کی تادیب و تنبیہہ کی جاتی تھی جو بقدر ضرورت بھی دینی معلو
رکھتا ہو اور اتنا قرآن مجید بھی اسکو یاد نہ ہو جس سے وہ نماز ادا کر سکے اسکو ایک خاص مدت کے لئے
دیجاتی تھی کہ وہ اپنی اس کمی کو پورا کرلے، پھر اس کا امتحان لیا جاتا تھا، حضرت عمر فاروق رضؓ او
عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہد میں آپ کو اسکی نمایاں مثالیں ملیں گی، یہ سب اس شعور و یقین پر مبنی تھا ک
اسلامی تعلیم کے بغیر اسلام اور مسلمان کا وجود ممکن نہیں، اگر مسلمان بننا اور مسلمان رہنا ہے تو اسلام ک
سے ضروری حد تک واقفیت اور اس کے ارکان و فرائض ادا کرنیکی قابلیت پیدا کرنا ضروری ہے

حضرات!

کسی ملک کے مسلمانوں کا خواہ وہاں مسلمان اکثریت میں ہوں یا اقلیت میں اولین و اہم ترین
کہ انھوں نے بالغین کی دینی واقفیت اور بچوں کی دینی تعلیم کا کیا بندوبست کیا ہے؟ میں اپنے محدو
اور دینی واقفیت کی بناء پر یہ عقیدہ رکھنے پر مجبور ہوں کہ یہ مسئلہ ان کے تمام قومی مسائل سے مقدم او
ان کی زندگی کا بنیادی مسئلہ ہے، یہ ابدی نجات یا ابدی ہلاکت کا سوال ہے اور ان کو عقل و ہو
پہلی فرصت میں طے کرنا پڑے گا کہ وہ ان دونوں میں سے کس راہ کا انتخاب کرتے ہیں؟ اگر وہ ابدی
راستہ اختیار کرتے ہیں تو یہ ضروری دینی علم کے بغیر عملاً ممکن نہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت
اجمالی ہو) بنیادی اسلامی عقیدے کا علم، توحید سے وابستگی اور شرک سے دوری پیدا ہو، اگر ان ک
[illegible]

ردا ہتمام کی چیز بچے کی وہ تعلیم ہے جو اسکو اپنی معاشی اور جسمانی ضروریات کی تکمیل کا اہل بنا سکے خواہ
کا عقیدہ اسکی سیرت کچھ ہو اور خواہ دوسرے عالم میں اس کا کچھ انجام ہو تو پھر ان سے کچھ کہنے کی
کشش ہی نہیں اس لئے کہ ایمان کی جس بنیاد پر یہ ساری گفتگو ہے وہ یہاں سرے سے مفقود ہے۔

حضرات!

ایک ایسے ملک میں بھی جہاں کوئی متوازی اور جارحانہ نظام تعلیم موجود نہ ہو جہاں بچوں کی سادہ
پر اسلامی تعلیم کے نقوش ثبت کرنیکی پوری سہولت اور گنجائش ہو یہ مسئلہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے مسلمان اپنے
کی دینی تعلیم کا انتظام اور اپنی آئندہ نسلوں کے اسلام پر قائم رکھنے کا اطمینان حاصل کرنے کے ذمہ دار ہیں
ان کو ایک لمحہ کی تاخیر اور ایک لمحے کے التواء کے بغیر وہ تمام تدبیریں اور وسائل اختیار کرنے چاہئیں
س مقصد کے حصول کے لئے مفید اور ضروری ہوں۔

لیکن اس ملک میں ان کی ذمہ داری دوہری اور نہایت شدید ہو جاتی ہے جہاں لازمی طور پر کوئی ایسا نظام
و نصاب تعلیم جاری ہو جو اسلام کے بالمقابل عقائد کی تعلیم دیتا ہو اور جس کے مضامین اور مندرجات توحید
لت کے بنیادی اسلامی عقائد کے منافی اور شرک و وثنیت کے علانیہ داعی اور مبلغ ہوں جہاں مسلمان بچے
کسی دوسری مذہبی قوم کی دیومالا (MYTHOLOGY) پڑھنے پر مجبور ہوں جس کا یقین کرنے سے
مسلمان تاویل و تکلف کے ساتھ بھی مسلمان نہیں رہ سکتا، جہاں مسلمانوں کی اس محبوب شخصیت کا جس کی
ت و تعظیم مسلمانوں کا ایمان ہے تذکرہ و تعارف ایسے نازیبا اور خلاف واقعہ انداز میں کیا جائے جس کا
مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی روحانی اذیت اور ایمانی خطرہ ہے، جہاں مسلمانوں کی تاریخی
شخصیتوں کو ایسے حقیر و دا غدار طریقے پر پیش کیا جائے کہ مسلمان بچوں میں ان کی حقارت اور اپنے
ی سے نفرت پیدا ہو، جہاں مسلمانوں کو جو اس ملک کے برابر کے شہری اور ہندوستانی جمہوریہ کا
ضروری عنصر ہیں ان الفاظ سے یاد کیا جائے جو پردیسیوں، نیچ ذات اور پچھڑا اقوام کے لئے
لے جاتے ہیں[1] ایسے حالات میں مسلمانوں [illegible]

---

[1] یہ حاشیہ اگلے صفحہ پر پڑھا جائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

صورت حال کی اصلاح و تبدیلی کی کوشش دوسرے جب تک وہ قائم ہے اس کے مضر اثرات سے
حفاظت کا سامان، اور خواہ وہ قائم ہو یا دور ہو جائے دونوں حالتوں میں مسلمان بچوں کی اسلا
تعلیم کا مستقل بندوبست۔

حضرات!

ایک حساس و غیور مسلمان کی حیثیت سے اس سخت قابل اعتراض نصاب تعلیم کیلئے کسی تاویل اور مع
پر ضمیر اور زبان آمادہ نہیں، اور ایک آزاد غیر مذہبی جمہوریہ میں جس نے آبادی کے تمام عناصر کو
ملک کا برابر کا شہری تسلیم کیا ہے اور باعزت اور آزاد زندگی گذارنے اور پھلنے پھولنے کے تمام وسائ
و مواقع یکساں طریقہ پر عطا کئے ہیں ایسے جارحانہ (AGGRESSIVE) نصاب کے ایک
باقی رکھنے کا جواز نہیں، اس ملک کے ساتھ سب سے بڑی وفاداری اور خیر خواہی یہ ہے کہ جلد سے جل
ہندوستان کی جمہوری روح اور نا مذہبی ریاست اور آئین کے خلاف اس تضاد کو رفع کیا جائے
ہندوستان کی جمہوریت کے چہرے کے اس بدنما داغ کو دھو دیا جائے اور اس کے لئے وہ تمام مؤ
مناسب ذرائع اختیار کئے جائیں جو ہماری دسترس میں ہیں اور جن کی نہ صرف قانون نے اجازت د
بلکہ ہندوستان کی جمہوری روح اور اس کے ساتھ وفاداری کا عہد ہم سے اس کا مطالبہ کرتا ہے
ہمیں اس کا پابند بناتا ہے۔

اس سب کے ساتھ میں یہ کہنے کی جرأت کروں گا کہ اس میں ہماری اس کوتاہی کو بھی د
ہے کہ ہم نے برادران وطن اور محکمۂ تعلیم کے ذمہ داروں پر ابھی تک واضح نہیں کیا ہے کہ مسلمان اسل
کا رشتہ کس نوعیت اور کس درجہ کا ہے؟ ہمارے ہم وطن اور نصاب کے مصنفین مرتبین اپنے ذاتی ذ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) یہ سب سرکاری نصاب تعلیم کے مضامین سے ماخوذ ہیں۔ ملاحظہ ہو رسالہ "دینی تعلیمی تحریک" کا مض
فرزندانِ توحید کو شرک کی تعلیم" از مولوی عتیق الرحمن، نیز مضامین مولوی نذر حسین صاحب "آزادی کی بہاریں" نیز ملاحظہ ہو
یادداشت جو دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش کے وفد نے گورنمنٹ یو پی کی مقرر کردہ اصلاح نصاب کمیٹی کے صدر پالیوال جی کی خدمت میں پیش

تجربوں کی بناء پر اندازہ نہیں کر سکتے کہ مسلمان کے احساسات دینی عقائد کے بارے میں کتنے نازک
واقع ہوئے ہیں، توحید کا عقیدہ اور رسولؐ کی شخصیت سے تعلق انکے لئے کیا بنیادی اہمیت رکھتا ہے؟
ور اس سے محروم ہونے یا اسکو خطرہ میں ڈالنے کے بعد ان کا وجود کسی بھی ملک میں ان کے لئے کتنا
خوشگوار اور دشوار ہو جاتا ہے؟ وہ ایسی حالت میں ایسے شدید ذہنی انتشار میں مبتلا ہوں گے کہ اُس
ملک کے تعمیری کاموں میں خوشدلی اور گرمجوشی سے حصہ نہ لے سکیں گے، یقیناً ہمارے ملک ہندوستان
کا دستور آبادی کے کسی عنصر اور ملک کے کسی طبقے کو اسکی ان خصوصیات اور آزادیوں سے محروم نہیں کرتا
جو اس کو اپنی جان اور اولاد سے زیادہ عزیز ہیں ———— ، یہ بات سب کی
سمجھ میں آسانی سے آتی ہے کہ کسی فرقے کو بھوکا، پیاسا یا دست و پا بریدہ حالت میں رکھنا، اسکو شہری
حقوق دینے اور ملک کا باشندہ تسلیم کرنے کے ہرگز مرادف نہیں، کوئی آئینی حکومت اور کوئی آزاد جمہوریہ اسکا
تصور بھی نہیں کر سکتی، ہمیں یہ ثابت کرنا چاہئے (اور ہندوستانی مسلمانوں کے مختلف مکاتب خیال کے مستند
نمائندوں کے متفقہ بیان پر ارباب حکومت کو باور کرانا چاہئے) کہ مسلمانوں کے لئے اپنی آئندہ نسلوں کو
مذہبی اور تہذیبی ارتداد کے خطرے میں مبتلا کر کے اور ان کے بنیادی عقائد کو متزلزل، اور غیر اسلامی عقائد ان
پر مسلط کر کے زندہ رہنا اس صورت حال سے قطعاً مختلف نہیں جس کا میں نے اوپر تذکرہ کیا ہے بلکہ ایک گنہگار
مسلمان کے نقطۂ نظر سے بھی مذہبی حیثیت سے مفلوج و مسخ شدہ زندگی گذارنا اور اپنی آئندہ نسل کی اسلامیت سے
محروم رہنا، بھوکے پیاسے رہنے سے زیادہ سنگین واقعہ ہے، یہ ایمان کا ابتدائی تقاضا اور اسلامیت کا
اجماعی فتویٰ ہے جس میں میں نے کسی مبالغہ یا شاعری سے کام نہیں لیا، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر
صورت حال واضح اور مسلمانوں کا یہ احساس ثابت ہو جائے تو اسکی اصلاح میں کچھ دیر نہیں لگے گی، اور اگر
ایسا نہیں ہے (اور میں اسکو فرض کرنے کے لئے بھی تیار نہیں) تو ہندوستان کو اپنے اس مقام اور احترام سے
دستبردار ہونا پڑے گا جو اسکو دنیا کی جمہوری حکومتوں اور بین الاقوامی صف میں حاصل ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حضرات !

ہم نے اس ملک میں اپنی ملّی خصوصیات، اپنے پورے دینی عقائد اور اسلامی تہذیب
کے ساتھ رہنے کا عزم کیا ہے، یہ ملّی خصوصیات، یہ دینی عقائد، اور یہ اسلامی تہذیب آب و گل اور گوشت
پوست کے تمام رشتوں اور علاقوں سے زیادہ عزیز ہے، یہ ایمان کا طبعی تقاضا، اور بنیادی مطالبہ ہے، اس کے
بغیر ہم ایمان کے وصف اور خدا کی مدد کے مستحق نہیں۔

قل ان کان اٰباؤکم و
ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم
و عشیرتکم و اموال اقترفتموھا
و تجارۃ تخشون کسادھا و مساکن
ترضونھا احب الیکم من اللہ و
رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا
حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی
القوم الفسقین۔

اے پیغمبر! مسلمانوں کو سمجھا دو کہ اگر تمہارے
باپ اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہار
بیویاں، اور تمہارے کنبے دار، اور مال جو تم نے کمائے
ہیں اور سوداگری جس کے مندھ پڑ جانے کا تم کو اندیشہ
اور مکانات جنہیں رہنے کا تمہارا جی چاہتا ہو، اگر یہ چیزیں
اللہ اور اسکے رسول، اور اللہ کے رستے میں انتہائی جدوجہد
کرنے سے تم کو زیادہ عزیز ہوں تو ذرا صبر کرو یہاں تک کہ جو کچھ خدا
کرنا ہو وہ تمہارے سامنے لا موجود کرے اور اللہ ان لوگوں کو
جو اس کے حکم سے سرتابی کریں ہدایت نہیں دیا کرتا۔

البراءۃ ۲۴

ہم اپنے عقیدے اور دین کی رو سے اس فیصلے کے لئے مجبور تھے اور ہم کو بہرحال یہ فیصلہ کرنا تھا اور
ہر قیمت پر اس فیصلے پر قائم رہنا ہے لیکن خوش قسمتی سے اس ملک کا دستور بھی اسکی اجازت دیتا ہے، وہ
ہندوستان کو مختلف فرقوں، مختلف مذاہب، اور مختلف تہذیبوں کا ملک تسلیم کرتا ہے اور نہ صرف انکی بقا
بلکہ ان کے نشو و نما و ارتقاء کی ضمانت کرتا ہے، اگر اس ملک میں صرف ایک عقیدہ اور تہذیب یا صرف اکثریت
کے عقیدے، فلسفے اور تہذیب کی گنجائش ہے تو فرقوں (COMMUNITIES) اور اقلیتوں
(MINORITIES) کے سا ... دستوری اصطلاحات کے کیا معنی ہیں ... طرح کسی ... قیمت

یا قوم کی بالادستی اور استعماریت (Imperialism) کو موجودہ جمہوری دور جائز نہیں قرار
دیتا، اور اگر وہ کسی ملک میں موجود ہے تو اسکے خلاف جنگ جائز اور مقدس ہے اسی طرح کسی ملک کے اندر کسی
فرقے کی زبان کسی تہذیب کو کسی دوسرے فرقے کسی زبان اور تہذیب پر حکومت کرنے یا اسکو مٹا دینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی،
یہ اعتقادی، تہذیبی، لسانی سامراج، سامراج کی بدترین قسم ہے، ہندوستان کا غیر مذہبی دستور، ہندوستان کی
جمہوری روح، ہندوستان کی جنگ آزادی کی عظمت و عصمت، ہندوستان کا صلح پسند مزاج، ہندوستان کا
حساس و بیدار ضمیر کسی کوتاہ اندیشی، کسی مجرمانہ سازش، کسی فرقے وارانہ عصبیت اور کسی تہذیبی و لسانی
سامراج کو زیادہ دن تک برداشت نہیں کر سکتا، اور بالآخر عقل کی جذبات پر، علم و حقیقت کی اوہام
تخیلات پر، بے غرضی و خیر خواہی کی موقع پرستی اور خودغرضی پر، اور جمہوریت و حریت کی غلامانہ ذہنیت
پر فتح ہو کر رہے گی۔

حضرات !!

ہم نے جب اس ملک میں اپنی ملّی خصوصیات،
دینی عقائد اور اسلامی تہذیب کے ساتھ رہنے اور
ترقی کرنے کا عزم اور عہد کیا ہے تو ہم نے
لازماً اس کی تمام ذمہ داریوں کو بھی قبول کیا ہے،
ہمیں ایک ایسے ملک میں جہاں ہم اقلیت میں ہوں
اور جہاں کی پچھلی تاریخ کا مطلع غبار آلود ہو
عقیدۃً و عملاً مسلمان بن کر رہنے کی نظیر قائم
کرنی، اور دوسرے ملکوں کے لئے اعتماد و حوصلہ
کی شمع روشن کرنی ہے، ہمیں اپنے جراءت و اعتماد
... قوت ... اور ... استقلال کا

ایک نمونہ قائم کرنا ہے، دنیا کے وہ ممالک جہاں
مسلمان اقلیت میں ہیں اور اپنے دینی مستقبل کی
تشکیل کے کار عظیم سے دوچار ہیں، ہماری
رہنمائی کے منتظر ہیں، اس لئے کہ ہم دنیا کی سب سے
بڑی اسلامی اقلیت ہیں جو کسی ملک میں پائی
جاتی ہے اور ہم نے ماضی میں بارہا عالم اسلام کی
رہنمائی کی ہے، ہمیں نہ صرف اپنی آئندہ نسلوں
کی اسلامیت کا غیر مشکوک اطمینان حاصل کرنا
ہے نہ صرف اپنے دینی مستقبل کی تابناکی کا یقین پیدا
کرنا ہے بلکہ اپنی ذہانت اپنے عبقریت (GENIOUS)
اپنی صحیح اور غیر متزلزل حب الوطنی اپنی بے پایاں شرافت
اپنی صلاحیت کار کا غیر فانی نقش قائم کرنا ہے،
ان تمام صلاحیتوں کے ساتھ جو خدا نے ہم کو بخشی
ہیں اور اسلام نے ان کی پرورش کی ہے، ہمیں جدید
ہندوستان کی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصّہ
لینا ہے اور اسکو چارچاند لگانا ہے، ہمیں دنیا پر
یہ ثابت کرکے کہ ہم اس ملک میں اپنی ملّی خصوصیات
اپنے عقائد، اور اپنی اسلامی تہذیب کے ساتھ ترقی
کرسکتے ہیں، دنیا میں ہندوستان کا نام روشن
کرنا اور اسکے جمہوری و نا مذہبی ہونیکا ناقابل

تردید ثبوت فراہم کرنا ہے، نیز یہ ثابت کرنا ہے کہ
اسلام میں زمان و مکان کے تغیرات سے عہدہ برآ
ہونے، وقت کی مشکلات کو حل کرنے، دنیا کی تمام
قوموں اور ملکوں کو یکساں فیض پہنچانے اور بلا
تفریق مذہب و ملت انسان کی خدمت کرنے کی کتنی
عظیم طاقت و صلاحیت ہے۔

حضرات !!

یہ کانفرنس سفر کا اختتام نہیں، سفر کا آغاز ہے، بے شک ہم نے اپنے سفر کی ایک
منزل طے کی ہے ۱۹۵۹ء کی آخری تاریخوں میں جب ہم بستی میں جمع ہوئے تھے اُسوقت
سے اسوقت تک خدا کی توفیق سے ہم نے کچھ کام کیا، صوبے کے نصف سے زائد اضلاع میں انجمن کی
شاخیں قائم ہوئیں اور کونسل کا پیغام پہنچانے کے لئے جلسے اور کنونشن ہوئے سرکاری نصاب کی خامیوں اور
کوتاہیوں کا چرچا ملک میں عام ہوگیا اور حکومت نے بھی اس کا اعتراف کیا اور اسکی اصلاح کا ارادہ ظاہر
کیا، جدید مکاتب کی ایک بڑی تعداد کا قیام اور قدیم مکاتب کی ایک بڑی تعداد کی تنظیم ہوئی لیکن
درحقیقت ابھی کام کا آغاز ہی ہوا ہے ابھی کام کا پورا میدان پڑا ہوا ہے، کتنے مسائل ہیں جو حکومت اور
محکمہ تعلیم کے دائرے میں طے کرنے ہیں، ابھی ہمارے پیغام نے قومی نعرے اور مذہبی عقیدے کی حیثیت
اختیار نہیں کی، ہمارا کام اسوقت تک قابل اطمینان نہیں ہوگا جب تک مسلمان اپنے بچوں کی تعلیم کو
ان کی غذا و دوا سے زیادہ اہم نہ سمجھیں گے اور دینی مکاتب و مدارس کو اسی سنجیدگی اور اسی ذوق و شوق
سے قائم نہ کریں گے جس سنجیدگی اور ذوق و شوق سے وہ مساجد کی تعمیر کرتے ہیں (اس لئے کہ ان مساجد کی
آبادی ان مکاتب کے بغیر ممکن نہیں) جب تک ہم اس راہ کے مصارف کو اپنا اہم ترین اور مقدس ترین
[illegible]

www.abulhasanalinadwi.org

کوشش کو عبادت کا درجہ نہ دیں گے۔

ہمارے لئے جو چیز اس کوشش کا محرک ہوئی ہے وہ اس کی دینی حیثیت اور اسلامی اہمیت ہے کہ یہی روح ہم سب میں پیدا ہو، یہی روح ہے جس نے تاریخ میں خارق عادت اور محیر العقول کام انجام دیئے ہیں روح آج تمام رکاوٹوں اور سارے اختلافات پر غالب آ سکتی ہے۔

حضرات !

ریاستوں کے مذہبی فرقہ وارانہ نصاب کی اصلاح اور اسکو حقیقی معنی میں نامذہبی (سکولر) بنانے کی کوشش ایسے آزاد اسلامی مکاتب کا قیام جن میں حکومت کے مطلوب معیار اور مقرر کردہ مضامین CURRICULUM مطابق پانچویں درجہ تک معیاری تعلیم کا انتظام اور اردو دینیات اور قرآن پڑھانے کا بندوبست ہمارے جو بچے سرکاری اسکول میں تعلیم پاتے ہیں ان کے لئے ایسے صباحی اور شبینہ مدارس کا قیام جہاں وہ ضروری دینی معلومات اور اردو دینیات سے ضروری واقفیت حاصل کر سکیں مدارس کے لئے مناسب معلمین و اساتذہ کی تربیت، اوپر کے درجوں اور عام مسلمان طالب علموں کے لئے دینی واقفیت کا، اردو اور ہندی نصاب تیار کرنا اور توسیعی و معلوماتی خطبات کا انتظام کونسل کے مقاصد و پروگرام میں شامل ہے ہماری نظر میں ہندوستان میں مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کی بقا اور ان میں اس آزاد اور مختلف المذاہب جمہوریہ کے اندر اپنا صحیح پارٹ ادا کرنے اور اسکا تعمیری عنصر بننے کے لئے یہ سب انتظامات ضروری ہیں، اس کے لئے ایک عظیم اور منظم مہم کی ضرورت اس کے لئے جذبۂ عمل، ذہانت، جرأت، خلوص اور ایثار کی ضرورت ہے، اسکے لئے قومی فیصلے عزم کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اس کانفرنس سے کام کے ایک نئے دور کا آغاز ہوگا، آپ کونسل اور اس عظیم اجتماع کا پیغام گھر گھر پہنچائیں گے اور پوری قوم میں ایک روح ایک نیا یقین اور ایک نیا ولولۂ عمل پیدا کر دیں گے۔ اور مدارس و مکاتب کا ایک سارے ملک میں پھیلا دیں گے۔

حضرات !!

قوموں کے سیاسی و تعلیمی تغیرات، قوموں کے اجتماعی و باہمی تعلقات انسانی گروہوں افسردگی و زندہ دلی، زمانے کے تیور واقعات کے اشارے، مشکلات کے پہاڑ اور وقت کے دھارے ان میں سے کوئی چیز بھی تقدیر الٰہی اور مشیّت خداوندی کی طرح آخری اور مبرم اور لاعلاج و غیر تغیر پذیر نہیں۔ نصرت الٰہی اور اہل ایمان کے صدق و اخلاص اور اہل یقین کے عزم و فیصلہ نے بارہا ان میں تغیر و انقلاب پیدا کر دیا ہے، اور تاریخ کے دھارے کو موڑ دیا ہے، زندہ قوموں کی کوئی چیز آخری اور ابدی نہیں، آپ ایک زندہ اور صاحب عزم قوم کی طرح ہندوستان میں اپنا مقام بنانے، اپنی راہ نکالنے اور ہندوستان کو ایسا آزاد جمہوریہ بنانے کی کوشش کیجئے جو اس کے اعلان اور دستور کے مطابق اور آپ کے حالات اور ضروریات کے مناسب ہو، اپنے اس تعلیمی مسئلے کو اپنے ایمان و یقین، اپنے عزم و فیصلہ، جوش عمل اور ولولہ کار سے حل کرنا ہے۔ اگر آپ نے اس کی شرطیں پوری کر دیں تو ہر مشکل آسان اور ہر عقدہ حل ہے۔

نشاں یہی ہے زمانہ میں زندہ قوموں کا — کہ صبح و شام بدلتی ہیں انکی تقدیریں
کمال صدق و مروت ہے زندگی ان کی — معاف کرتی ہے فطرت بھی انکی تقصیریں
خودی سے مرد خود آگاہ کا جمال و جلال — کہ یہ کتاب ہے باقی تمام تفسیریں

حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے
ورائے عقل ہیں اہل جنوں کی تدبیریں

www.abulhasanalinadwi.org